الفخری کا تنقیدی مطالعہ

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی - ایم - اے - پی - ایچ - ڈی
پروفیسر و صدر شعبۂ عربی، کالی کٹ یونیورسٹی - کیرالہ

تاریخ اسلام کے ذخیرے میں "الفخری" ایک جامع اور دلکش کتاب ہے جس میں جنگ کے واقعات سے زیادہ بحث نہیں کی گئی ہے بلکہ تاریخ کی روح پیش کردی گئی ہے۔ مؤرخ ابن طقطقا نے اس مختصر سی کتاب میں تاریخ اسلام کے اہم حالات غیر معمولی مؤرخانہ بصیرت کے ساتھ پیش کیے ہیں۔ اس میں جنگوں کا تفصیلی بیان نہیں مگر نتائج و اثرات پر مفصل اظہار خیال کیا گیا ہے۔ مصنف نے تاریخ اسلام کے ابتدائی دور یعنی خلافت راشدہ سے لیکر عصر عباسی کے آخری خلیفہ مستعصم کے دور تک کی تصویر بڑی وضاحت سے پیش کی ہے۔ سب سے پہلے اس نے تقریباً ۸۰ صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں امور سلطنت اور سیاست پر تاریخ کی روشنی میں بحثیں کی ہیں، بادشاہوں کو امور خیر پر آمادہ کیا ہے اور وزراء کو معقول مشورے دیئے ہیں۔

الفخری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ابن طقطقا نادر واقعات بیان کرتے ہیں، ایسے واقعات جو انسانی نفسیات کے آئینہ دار ہیں ان کو پڑھ کر انسان کو عبرت ہوتی ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ذاتی نفع کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ابن طقطقا کثرت سے قصے اور دلچسپ حکایتیں نقل کرتے ہیں۔ ان میں اکثر ایسی روایتیں ہوتی ہیں جو انسان کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔

فتنۂ مسیلمہ کذاب کے بارے میں ابن طقطقا لکھتے ہیں کہ :

"جس زمانہ میں مسیلمہ نے دعوئ نبوت کیا اُسی دور میں قبیلۂ بنی تمیم کی ایک عورت سجاح" نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر وہ مسیلمہ سے جنگ کے لیے نکلی۔ سجاح کا لشکر مسیلمہ سے بہت بڑا تھا، اگر جنگ ہوتی تو وہ یقیناً شکست کھا جاتا، لہٰذا اس نے اپنی مکاری سے ایک تدبیر سوچی۔ اس نے کہلا بھیجا کہ ہم دونوں ایک جگہ جمع ہوں اور اس وحی کا مطالعہ کریں جو دونوں پر الگ الگ اُتری ہے پھر جو حق پر ہو اس کی پیروی کی جائے ؟ مسیلمہ نے ایک خیمہ چمڑے کا نصب کرایا، خوب خوشبو اور عود کا انتظام کیا، جب دونوں تنہائی میں تلاشِ حق کے لیے جمع ہوئے تو مسیلمہ نے اس کو دھوکہ دیا اور ملاقات کو جنسی رُخ دے دیا۔ تعجب اس پر ہے کہ وہ اس امر سے ناخوش نہ ہوئی بلکہ اُس نے کہا جب میں باہر نکلوں گی تو اعلان کردوں گی کہ مسیلمہ برحق نبی ہے اس وقت تم میرے قبیلہ کو پیغام دینا اور میری شادی تم سے ہو جائیگی۔ چنانچہ مسیلمہ نے پیغام دیا اور شادی کرلی۔ مسیلمہ نے مہر میں عصر کی نماز معاف کردی۔ کہا جاتا ہے کہ بنی تمیم آج کل کے مقام پر آج تک عصر کی نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری محترمہ دختر نیک سجاح" کا مہر ہے"۔ [1]

تعجب اس پر ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحب بصیرت مؤرخ ہوتے ہوئے توہم پرستانہ قصے نقل کرتے ہیں اور ان کو اس طرح پیش کرتے ہیں گویا کہ وہ من وعن صحیح ہیں مثلاً لکھتے ہیں کہ: "جب ایران پر اللہ تعالیٰ نے عربوں کو فتح دلائی تو سب سے پہلے ان کے دلوں پر رُعب طاری کردیا، پھر کسریٰ کے ایوان کے کنگورے گر گئے اور ایران کے آتشکدوں میں جو آگ ایک ہزار برس سے جل رہی تھی وہ بجھ گئی موبذان نے کسریٰ سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ ایک گھوڑے کو بھگا رہا ہے۔ کسریٰ نے پوچھا کہ تم نے کیا تاویل کی، وہ بولا کوئی حادثہ عربوں کی طرف سے واقع ہونے والا ہے"۔ [2]

---

[1] الفخری، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۹۶۶ء ص ۸۵۔ [2] الفخری ص ۸۸۔

خود سے کنگوروں کا گرنا اور از خود صدیوں کی آگ آتشکدوں میں بجھ جانا خلافِ عقل معلوم ہوتا ہے، اگرچہ اس کا ذکر دوسرے مؤرخین بھی کرتے ہیں۔

ابن طقطقا اسی سلسلے میں ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص قادسیہ کے مقام پر پہنچے تو غذا کی قلت کا احساس ہوا انھوں نے کچھ آدمی بکریوں اور گایوں کی تلاش میں روانہ کیے۔ ان کو ایک آدمی راہ میں ملا، اس سے انھوں نے دریافت کیا کہ یہاں گائیں اور بکریاں کہاں ملیں گی؟ وہ بولا کہ مجھ کو معلوم نہیں، حالانکہ وہ خود چرواہا تھا اور اس نے جانوروں کو ایک جگہ درختوں کے جھنڈ میں چھپا رکھا تھا۔ اتفاق سے ایک جانور بول اٹھا۔ چنانچہ جب انھوں نے اس جگہ جاکر دیکھا تو بہت سے جانور پائے اور ان کو لاکر حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر کیا۔[1]

جنگ قادسیہ کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کو بڑی فکر تھی، روز مدینہ کے باہر نکل جاتے اور راہ گیروں سے حالات دریافت کرتے رہتے۔ حضرت عمرؓ کو ایک دن ایک شخص نظر آیا وہ گھوڑے پر تھا اور حضرت عمرؓ پیدل۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کو کچھ خبر سعد اور ان کے لشکر کی معلوم ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اللہ نے فتح و ظفر سے نوازا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور وہ شخص گھوڑے پر تھا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ حضرت عمر ہیں جب دونوں مدینہ کے اندر داخل ہوئے اور لوگ حضرت عمرؓ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے لگے تو اس بدوی نے جانا کہ یہ حضرت عمر ہیں اور بولا حضرت آپ نے مجھے بتلا دیا ہوتا۔ فرمایا کہ "لابأس علیك یا اخی" "کوئی حرج نہیں اے میرے بھائی"۔[2]

اس جنگ کے بارے میں ابن طقطقا نے بعض دلچسپ حکایتیں لکھی ہیں کہ ایک شخص کو کافور کی ایک تھیلی ملی، اس نے اس کو نمک سمجھا اور کھانے میں ڈالا مگر جب کوئی مزا نہ پایا۔ ایک شخص نے کافور کو پہچان لیا اور ایک پرانی قمیص کے بدلے خرید لیا۔

---

[1] الفخری ص ۹۰۔ [2] ایضاً ص ۸۱۔

جنگ قادسیہ میں ایک بدوی کو ایک یاقوت مل گیا وہ اس کی قیمت سے واقف نہ تھا، ایک شخص نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا اور ایک ہزار درہم میں اس کو خرید لیا۔ بیچنے کے بعد بدوی کو احساس ہوا اور اس کے دوستوں نے اس کو ملامت کی کہ "ہزار سے زیادہ کیوں نہ مانگا؟" وہ بدی بولا کہ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایک ہزار سے بڑا عدد بھی ہوتا ہے تو میں ضرور مانگتا۔"

"بعضوں کا حال یہ تھا کہ سونا اٹھا کر بولتے کہ کون اس کو چاندی سے بدلے گا؟ اس لیے کہ وہ چاندی کو سونے سے بہتر تصور کرتے تھے۔"[1]

اس آخری حکایت پر یقین نہیں آتا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قصہ گویوں کی طرح ابن طقطقا کو قصہ نویسی کا شوق ہے وہ ہر قسم کے قصے لکھتے چلے جاتے ہیں کہیں لکھ دیتے ہیں کہ اس موقع پر چند قصے لکھنے میں حرج نہیں۔ کسی معتبر اور باوقار مؤرخ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان عوامی قصوں کو اپنی تصنیف میں بغیر تحقیق جگہ دے جو عقلی طور پر صحیح نہیں معلوم ہوتے۔ مثلاً دنیا میں کوئی بھی صاحبِ عقل یہ باور نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص اتنا بے عقل ہو سکتا ہے کہ چاندی کو سونے سے بہتر سمجھے اور اس سے اس کو بدل لے۔

کتاب میں وزراء کی جعل بازیوں کے بہت سے واقعات ابن طقطقا نے درج کیے ہیں۔

"مکتفی باللہ نے اپنے وزیر سے ایسی کتابیں طلب کیں جن سے وہ اپنا وقت گزار سکے اور لطف لے سکے۔ وزیر نے ایک شخص سے کتابیں منگائیں وہ تاریخی کتابیں لے آیا جب وزیر نے ان کو دیکھا تو بولا کہ میں نے ایسی کتابیں لانے کو کہا تھا جن کے قصوں میں بادشاہ خوش رہے اور ہمارے کاموں سے غافل ہو جائے مگر تم ایسی کتابیں لائے ہو جو ہماری ہلاکت کا باعث ہیں، ان کو پڑھ کر وہ وزراء کے طریقے، مال کو دریافت کرنے کی تدبیر اور رعیت کی خوش حالی کی راہیں جان جائے گا، یہ سب میری ہلاکت کا سامان بن جائے گا۔

[1] الفخری۔ ص ۸۲۔

ایسی کتابیں لاؤ کہ خلیفہ عشقیہ قصوں میں گم ہو جائے اور اشعار پڑھ کر لطف لے[1]

جب مکتفی کا انتقال ہوا تو اس کے وزیر نے ارادہ کیا کہ عبداللہ بن معتز کو خلیفہ بنائے جو کہ مشہور عالم شاعر اور فاضلِ عصر تھے، اس وقت بعض لوگوں نے اس سے کہا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنانا تمہاری عقلمندی ہے جو تمام معاملات پر نظر رکھتا ہے اور نہایت سریع الفہم ہے بہتر ہے کہ کسی بچے کو خلیفہ بناؤ اور اس کے صاحبِ فہم بننے تک حکومت کرو۔ جب وہ بڑا ہو جائے گا تو حقِ تربیت کے صلے میں تمہارا شکر گزار رہے گا۔ وزیر نے مشورہ دینے والے کا شکریہ ادا کیا اور عبداللہ بن معتز کے بجائے مقتدر کو خلیفہ بنایا جس کی عمر ۱۳ برس کی تھی[1]

خلیفہ منصور کے بارے میں لکھا ہے کہ: ایک بار اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ میرے بیٹے صالح کے پاس کوئی جائیداد نہیں۔ ابو ایوب وزیر بولا کہ اھواز میں زمینیں خالی پڑی ہیں اگر تین لاکھ درہم صرف کیے جائیں تو بڑی آمدنی ہو سکتی ہے۔ منصور نے تین لاکھ درہم دیدیئے۔ وزیر ہر فصل پر ۲ ہزار درہم جائیداد کی آمدنی کے نام سے خلیفہ کو دیدیتا تھا مگر واقعہ یہ تھا کہ اس نے درہم خود لے لیے اور کھیتی وغیرہ کچھ نہ کرائی۔ دشمنوں نے خلیفہ کو اصل واقعہ بتا دیا۔ چنانچہ منصور صالح کے کھیتوں اور باغوں کو دیکھنے نکلا مگر سرکاری باغوں اور کھیتوں کو دکھا کر ابو ایوب نے کہا یہی زمینیں ہیں جو میں نے ٹھیک کرائی ہیں۔ پھر دشمنوں نے صحیح صورتحال سے آگاہ کیا۔ بالآخر تحقیق کے بعد حقیقتِ حال واضح ہو گئی تو منصور نے ابو ایوب کو قتل کرا دیا[2]

درحقیقت الفخری کتاب العجائب ہے، اس میں عجیب اور دلچسپ واقعات کو جمع کیا گیا ہے۔ یہاں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔ ابو علی محمد بن علی بن مقلہ کا داہنا ہاتھ خلیفہ راضی باللہ نے کٹوا دیا تھا وہ بائیں ہاتھ سے بھی اتنا ہی عمدہ لکھتا تھا جیسے کہ داہنے ہاتھ سے۔ عجیب اتفاق اس کی زندگی میں یہ ہوا کہ وہ تین بار وزیر بنایا گیا اور

---

[1] الفخری ص ۸۔ [2] ایضاً ص ۱۰۶۔

تین بار دفن کیا گیا۔ جب وہ قتل کیا گیا تو پہلے خلیفہ کے گھر کے احاطہ میں دفن ہوا پھر اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم اس کی لاش چاہتے ہیں لہذا وہ کھود کر لے گئے اور دفن کیا پھر اس کی بیوی نے مطالبہ کیا کہ میں اپنے گھر میں اس کو دفن کروں گی چنانچہ اس نے اس کی قبر کھدوا کے لاش اپنے گھر منگوائی اور دفن کیا۔[1]

قاہر باللہ کے بارے میں ابن طقطقا لکھتے ہیں کہ ترکوں نے ان کی آنکھوں کو پھوڑا حتی کہ وہ پھوٹ کر گالوں پر بہہ گئیں۔ پھر ان کو بار بار قید کیا اور چھوڑا حتیٰ کہ وہ مجبور ہو گیا بھیک مانگنے پر۔ وہ جامع دمشق گیا اور صدقہ مانگنے لگا اس پر بعض اہل ہاشم نے ۵۰۰ درہم عطا کیے اور صدقہ مانگنے سے منع کیا۔[2]

میرا خیال ہے کہ کسی ہاشمی کے ۵۰۰ درہم عطا کرنے کی بات ابن طقطقا نے بڑھالی ہے جبکہ احمد امین ظہر الاسلام میں لکھتے ہیں کہ اس نے بھیک مانگتے ہوئے کہا کہ "تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں!" انھوں نے پانچسو درہم کا ذکر نہیں کیا۔[3] مگر قاہر خود بھی ظالم تھا اس نے مقتدر کی ماں کو ایک ٹانگ پر معلق کر دیا تھا۔

ابو شجاع بویہ کے ایک خواب کا ذکر ابن طقطقا نے کیا ہے کہ اس نے ایک رات خواب دیکھا کہ اس نے پیشاب کیا جس سے آگ نکلی وہ اتنی بڑھی اور پھیلی کہ آسمان تک پہنچی اور پھر اس سے تین شعلے پیدا ہوئے اور ان شعلوں سے دوسرے شعلے نکلے۔ ایک منجم نے اس کو بتایا کہ تمھاری اولاد بادشاہ ہوگی مگر اس نے کہا کیوں مجھ سے مذاق کرتے ہو، میں تو مفلس ہوں اور میرے بیٹے بھی مفلس ہیں۔ مگر حالات نے خواب کو صحیح ثابت کر دیا۔ اسی بنا پر معز الدولہ کہا کرتا تھا کہ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اس نعمت پر ورنہ پہلے لکڑیاں کاٹ کر سر پر لادتا تھا۔[4]

ابن طقطقا نے لکھا ہے کہ مقتدر کا وزیر ابن خصیب عقلمند تھا ایک دن مقتدر نے

[1] الفخری ص ۲۷۲، ۲۷۳ [2] ایضاً ص ۲۷۶ [3] ایضاً ص ۲۷۶ [4] ایضاً ص ۲۷۷

لشکر روانہ کیا مگر اس کو فکر تھی کہ لشکر کا حال جلدی جلدی اس کو ملتا رہے ابن خصیب نے چڑیوں کو ساتھ کر دیا جو جلد جلد خبر رسانی کا فریضہ انجام دیتی تھیں حتیٰ کہ تمام باتیں لشکر کے بارے میں روز معلوم ہوتی تھیں اس لیے کہ اس کے بعض دوست روز حالات لکھ کر چڑیا کے جسم پر باندھ کر روزانہ ایک چڑیا چھوڑ دیتے تھے[1]

اگرچہ شعر و ادب میں کبوتر کی نامہ بری معروف ہے مگر چڑیوں کی اس طرح اخبار رسانی درایت کی نظر سے صحیح نہیں معلوم ہوتی۔

یہی مورخ جب آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کا ذکر کرتا ہے تو مکمل تعصب سے کام لیتا ہے۔ وہ نالائق اور سازشی وزیر اعظم مؤید الدین محمد بن علقمی کی تعریف کرتا ہے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ :

وکان اصحابه مستولین علیه کلهم جهال من اراذل العوام الا وزیره مؤید الدین محمد بن العلقمی فانه کان من اعیان الناس و عقلاء الرجال وکان مکفوف الید، مردود القول، یترقب العزل والقبض صباح مساء	خلیفہ کے جو حاشیہ نشین اس پر مسلط تھے وہ سب جاہل تھے عوام کے کمینے طبقے سے تعلق رکھتے تھے، سوا اس کے وزیر مؤید الدین محمد بن علقمی کے۔ وہ اہم لوگوں میں سے تھا اور نہایت عقل مند تھا مگر اس کے ہاتھ بندھے تھے اور اس کی بات کوئی نہ سنتا تھا بلکہ وہ صبح و شام معزول ہونے یا گرفتار ہونے کا منتظر رہتا تھا۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ وزیر علقمی ہلاکو کے خطرے سے برابر خلیفہ کو متنبہ کرتا رہا مگر اس کی غفلت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ ہلاکو نے حملہ کر دیا اور شکست کے بعد اس نے خلیفہ کو مع خاندان طلب کیا۔ عورتوں کو قید کر دیا اور مردوں کو ۱۴ صفر ۶۵۶ھ میں شہید کر ڈالا۔

ابن طقطقا کا بیان حقائق کے سراسر خلاف ہے چنانچہ میں یہاں چند مشہور مؤرخین کے

---

[1] الفخری ص ۲۷۰۔

بیانات تاریخِ اسلام مؤلفہ شاہ معین الدین احمد ندوی کے حوالہ سے نقل کرتا ہوں جس سے اندازہ ہوگا کہ علقمی نے ہلاکو اس لیے بلایا تھا تاکہ عباسی حکومت کا خاتمہ کرکے علوی حکومت قائم کرلے[1]

ابنِ خلدون لکھتا ہے کہ فوج کو الگ کرنے کے بعد اس نے "اربل" کے ذریعہ تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کیا[2]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ "اس نے عباسی حکومت کو ہٹا کر علوی حکومت قائم کرنے کے لیے تاتاریوں سے خط و کتابت کی"[3]

سیوطی کا بیان ہے کہ: "معتصم کو اپنے وزیر مؤید الدین علقمی شیعی پر بڑا اعتماد تھا۔ اس نے ملک کو تباہ کرڈالا۔ وہ خلیفہ سے جس طرح چاہتا تھا کھیلتا تھا پوشیدہ تاتاریوں سے ملا ہوا، اور ان کا خیرخواہ تھا۔ اس نے عباسی خلافت کو ہٹا کر علوی حکومت قائم کرنے کے لیے تاتاریوں کو عراق پر فوج کشی اور بغداد پر قبضہ کرنے کی طمع دلائی اور ان کی خبریں خلیفہ سے بالکل پوشیدہ رکھتا تھا"[4]

علقمی نے شکست کے بعد خلیفہ مستعصم سے کہا کہ ہلاکو آپ کو منصبِ خلافت پر قائم رکھے گا آپ خود چل کر اس سے ملیے چنانچہ خلیفہ مع علماء و فقہاء، اکابر و اعیان کے ہلاکو کے پاس گئے۔ اس نے مستعصم کو ڈنڈوں سے پیٹ پیٹ کر ختم کیا، اس کی لاش کو بیروں سے مسلا اور ان میں سے کسی کو گور و کفن میسّر نہ آیا[5]

ابن طقطقا نے ان مسائل میں جن کا مذہبی عقیدت سے تعلق ہے۔ تعصب سے کام لیا ہے، جس کی مثال علقمی کے بارے میں ان کا بیان ہے۔

---

[1] تاریخ اسلام، عصر عباسی حصہ دوم۔ ص ۴۰۰ ــ ۴۰۱۔ [2] ابن خلدون ج ۳ ص ۵۳۷ ــ [3] دول الاسلام ج ۲۔ [4] تاریخ الخلفاء ص ۴۷۶۔
[5] ابو الفداء ج ۳ ص ۱۹۴ ۔

بہر حال مؤرخ اسلام کے لئے اس کتاب میں بڑا قیمتی مواد ہے جس سے وہ کبھی مستغنی نہیں ہوسکتا۔ البتہ علویوں کے بارے میں ان کے بیانات کی تحقیق دوسرے مؤرخین کی کتابوں سے ضروری ہے۔

الفخری میں ابن طقطقا لکھتے ہیں: (۱) لکھتے ہیں کہ "مؤیدالدین علقمی مستعصم کا وزیر اعظم اہل علم کی مجالس پسند کرتا تھا مگر وہ خود زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا"[1]

(۲) پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ "خلیفہ مستعصم کے گرد جہلا اور اراذل عوام جمع تھے صرف اس کا وزیر علقمی نہایت عقلمند اور سربرآوردہ لوگوں میں تھا"[2]

ابن طقطقا کہتے ہیں کہ "وزیر علقمی برابر خلیفہ کو تنبیہ کرتا رہا مگر اس کی غفلت بڑھتی چلی گئی اس کے ہم نشینوں نے اس کو یقین دلا دیا تھا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں علقمی فوج بڑھانے کے بہانے پیسہ کھانا چاہتا ہے"[3]

حالانکہ معاملہ اس کے برعکس تھا خود علقمی نے اس کو غفلت میں رکھا اور حقیقتِ حال کی اطلاع نہ ہونے دی۔ ہلاکو پر خلافت کا رعب تھا مگر علقمی نے اس کو دعوت دے کر بلایا جیسا کہ پہلے مؤرخین کے بیانات گزر چکے ہیں۔

خود ابن طقطقا خلیفہ مستعصم کی عظمت، شرافت، علم، اخلاق اور دینداری کے معترف ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "اگر خلیفہ کے کتب خانہ میں اس کی مسند تھی جب وہ آیا تو دیکھا کہ ایک چھوٹا ملازم سو گیا ہے اور اس کے پیر مسند پر آگئے ہیں، خلیفہ نے ایک خادم کو چپکے سے بلایا اور کہا کہ اگر میں اس کو جگاؤں گا تو یہ ڈر جائے گا میں باہر باغ میں چلا جاتا ہوں تم اس کو اٹھا دو۔ چنانچہ ایسا ہی اس نے کیا پھر خلیفہ آگئے"[4]

---

[1] الفخری ص ۱۸ —— [2] الفخری ص ۲۳۳ — [3] الفخری ص ۲۳۵ - [4] الفخری ص ۲۳۴ -

ابن طقطقا نے ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے جو دلچسپ ہے وہ لکھتے ہیں کہ :
"۶۵۶ھ میں جب ہلاکو نے بغداد فتح کیا تو مستنصریہ میں علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا اور ان سے فتویٰ طلب کیا مسئلہ یہ تھا : "کہ عادل کافر بادشاہ افضل ہے یا مسلمان ظالم بادشاہ" جب علماء نے مسئلہ سُنا تو خاموش ہو گئے اور رائے دینے سے اجتناب کیا۔ رضی الدین علی بن طاؤس ممتاز عالم وہاں موجود تھے، انھوں نے کاغذ اٹھایا اور لکھا کہ کافر بادشاہ اگر عادل ہو تو ظالم مسلمان بادشاہ سے بہتر ہے پھر انھوں نے دستخط کر دیئے۔ اس پر دوسرے علماء نے بھی دستخط ثبت کیے ہیں[1]

چند تسامحات سے قطع نظر کتاب "الفخری" میں بعض ایسے واقعات اور ایسے تاریخی حقائق موجود ہیں جن کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ مصنف نے جس مؤرخانہ بصیرت سے مقدمہ تحریر کیا ہے وہ بھی غیر معمولی اہمیت و عظمت کا حامل ہے، اسی بنا پر اس کتاب کو علمی حلقوں میں مقبولیت حاصل ہو گئی اور بہت سے مدارس میں اس کو درس میں شامل کر لیا گیا۔

[1] الفخری ص ۱۱

الفخری

الفخری کا شمار اسلام کی مستند تاریخوں میں ہے مختصر مگر جامع اس میں ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری تاریخی کتابوں میں نہیں ملتیں مصنف محمد بن علی بن طباطبا نے تاریخ الفخری کے دو حصے کیے ہیں ایک سیاست اور اصول حکمرانی۔ دوسرے دول اسلامیہ کی مختصر تاریخ جس میں ہر خلیفہ کے حالات کے ساتھ اس کے وزراء کا مفصل تذکرہ ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری خلیفہ مستعصم باللہ تک حالات بیان کئے گئے ہیں مترجم مولوی محمود علی خاں بھوپالی مرحوم

متوسط تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز قیمت مجلد : اٹھارہ روپے پچھتر پیسے

ندوۃ المصنفین، جامع مسجد دھلی ۶